TQ Lesson 195 Surah Namal Ayat 1-14 tafseer2

سورت النمل آیت نمبر 7 سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ شروع ہو رہا ہے اور ابھی تو سورت الشعراء میں تفصیل سے پڑھا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ کیوں یہاں پہ سنایا جا رہا ہے ؟ اس لیے کہ حضرت محمد ﷺ کو خاص طور پر تین باتوں کی طرف متوجہ کیا جا رہا ہے پہلی بات یہ کہ اے محمد ﷺ جیسے آپ کو نبی بنایا جیسے آپ کو قرآن دیا قرآن کی وحی سے سرفراز کیا اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی نبی بنایا تھا اور یہ اللہ کا انعام ہے جو آپ پر ہوا ہے تو آپ وحی کے نزول سے، قرآن کے نازل ہونے سے اے محمد ﷺ پریشان نہ ہوں دوسری بات کیا ہے؟ کہ جو لوگ ایمان نہیں لا رہے تو وہ دنیا جہاں کے معجزے بھی دیکھ لیں تو وہ اندھے ہی بنے رہیں گے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالی نے ایک دو نہیں اکٹھے نو معجزات دیئے تھے اور انہوں نے بنی اسرائیل کو معجزات دکھائے خدائی معجزات کو دیکھنے کے بعد بھی فرعون اور اس کے ساتھی جو تھے انہوں نے کیا کیا ؟ وہ ایمان نہ لائے تو آپ نے فرعون کو بھی معجزےدکھائے یعنی مصری قوم کو بھی اور بنی اسرائیل کی قوم کو بھی تو کچھ لوگ ایمان لائے کچھ نہ لائے تیسری بات جو پتہ چلتی ہے وہ کیا ہے کہ اللہ تعالی جو مفسدین ہیں کافرین ہیں مکذبین ہیں ان کو ایک خاص مدت تک ڈھیل دیتا ہے پھر فنا کر دیتا ہے لازماً تباہ کر دیتا ہے۔ تباہی و بربادی اس کا مقدر بن جاتی ہے تو اگر اہل مکہ انکار کر رہے ہیں اور آپ کو نہیں مان رہے تو کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر یہ بھی تباہ و برباد کر دیئے جائیں۔ دوسری بات یہ ہے یہ قصے جو بار بار آتے ہیں اس کا مقصد کیا ہے **تثبیت القلب رسول** کہ رسول اللہ ﷺ کے دل کو تسلی دینا، آپ کو ثابت قدم رکھنا تیسری بات کیا ہے عبرت سورت الشعراء میں واقعات بیان کر کے اللہ تعالی نے وہاں پہ جو آیات ترجیع کو آٹھ دفعہ بیان کیا تو وہ بیان کرنے کا مقصد کیا تھا **إِنَّ فِى ذَٰلِكَ لَـَٔايَةًۭ ۖ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُم مُّؤْمِنِينَ (190) وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلرَّحِيمُ (191)** کہ عبرت حاصل کریں اب یہاں پہ ذکر ہو رہا ہے اس وقت کا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے واپس آرہے ہیں

آیت نمبر 7. إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِۦٓ إِنِّىٓ ءَانَسْتُ نَارًۭا سَـَٔاتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ ءَاتِيكُم بِشِهَابٍۢ قَبَسٍۢ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ

ترجمہ۔ اِنہیں اُس وقت کا قصہ سناؤ جب موسیٰؑ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ "مجھے ایک آگ سی نظر آئی ہے، میں ابھی یا تو وہاں سے کوئی خبر لے کر آتا ہوں یا کوئی انگارا چن لاتا ہوں تاکہ تم لوگ گرم ہو سکو"

إِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِأَهْلِهِۦٓ إِنِّىٓ ءَانَسْتُ نَارًۭا اللہ رب العزت کہہ رہے ہیں کہ اے محمد ﷺ انہیں اس وقت کا قصہ سناؤ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ میں نے آگ دیکھی ہے، مجھے ایک آگ سی نظر آئی ہے **سَـَٔاتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ** میں وہاں سے یا تو کوئی خبر لے کر آتا ہوں **أَوْ ءَاتِيكُم بِشِهَابٍۢ قَبَسٍۢ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ** یا آگ کا کوئی سلگتا ہوا انگارہ لے کر ابھی تمہارے پاس آ جاؤں گا **لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ** تاکہ تم لوگ گرم ہو سکو آپ کو پتہ ہی ہے کہ مدین میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کیوں گئے تھے ؟ ان سے ایک قتل ناحق ہو گیا تھا اور وہ قتل خطأ تھا آپ کا ارادہ نہیں تھا اور جب قتل ہوا تو آپ کو پتہ چلا کہ آپ کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی کی جارہی ہے تو آپ نے اس وقت مصر کو چھوڑ دیا فرعون کے ڈر سے آپ چلے گئے اور مسافر تھے اور پھر مدین میں آٹھ دس سال رہنے کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی سے آپ کی شادی ہو گئی اور اس کے بعد آپ واپس آ رہے ہیں یعنی گویا کہ شہری زندگی کو آپ نے چھوڑا اور صحرائی زندگی آپ نے اختیار کی دراصل یہ مقصد تھا اللہ تعالی کا کہ آپ کی تربیت ہو سکے اور آپ کی تربیت ہی کروائی اور آپ دوبارہ راستے میں ہیں۔ اب حضرت موسی علیہ السلام کسی میدان سے گزر رہے ہیں تو کیا کہتے

ہیں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے **لِأَهْلِهِ** اپنے گھر والوں سے کہا **إِنِّىٓ ءَانَسْتُ نَارًا** کہ مجھے ایک آگ سی نظر آئی ہے تو اہل سے مراد کون ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی ، یہ رات کا وقت تھا سردی کا موسم تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک اجنبی علاقے سے گزر رہے تھے اور ظاہر ہے کہ جب آپ سفر میں ہیں رات کا وقت ہے راستے سے زیادہ واقفیت بھی نہیں ہے تو اتنے میں انہیں دور آگ جلتی ہوئی نظر آئی اور انہوں نے اپنی بیوی سے کہا کہ رات کے اندھیرے میں راستے کا مجھے علم بھی نہیں ہے تو میں وہاں جاتا ہوں کوئی خبر لے کر آتا ہوں یعنی راستہ ہی شاید وہ دیکھنا چاہ رہے تھے اندازہ کرنا چاہ رہے تھے کہ شاید روشنی میں کچھ اندازہ ہو سکے اور یا پھر دوسری بات کیا تھی کہ چونکہ بہت زیادہ سردی تھی تو سردی سے بچنے کے لیے آگ کی ضرورت تھی سردی سے بچاؤ مطلوب تھا **لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ** تاکہ اس کو وہ تاپ سکیں گویا کہ میں آگ سے مانوس ہوا ہوں مجھے آگ سی نظر آ رہی ہے (دور سے تھی اب صحیح اندازہ نہیں ہو رہا تھا لیکن لگ ایسے ہی رہا تھا کہ مجھے ایک آگ سی نظر آئی ہے میں نے آگ دیکھی ہے) اور وہ آگ تھی **سَـَٔاتِيكُم** میں عنقریب آتا ہوں تمہارے پاس اب آپ دیکھیں **كُمْ** کی ضمیر آئی ہے **كُم** کی ضمیر کیوں آئی؟ اب تھی تو بیوی تو مفسرین یہ کہتے ہیں کہ یہ ضمیر جو جمع کا صیغہ استعمال کیا ہے یہ تعظیم اور احترام کے لیے ہے بیوی کا ادب اور احترام ہمارے ہاں کیا ہوتا ہے بیوی جوتی کی نوک پر ہے بیوی تو شوہر کو آپ کہے شوہر تم کہہ کے بات کرے تو اصل بات کیا ہے کہ آپس میں دونوں کو ایک دوسرے کا احترام کرنا چاہیے اور بعض لوگ اپنے گھروں میں بچوں کو تم کہتے ہیں لیکن بچوں سے کہتے ہیں آپ لوگ ہمیں آپ کہہ کر مخاطب ہوا کریں دوسروں کو خود تم کہتے ہیں لیکن دوسروں سے چاہتے ہیں آپ ہمیں آپ کہا کریں اور ادب سے ہمارے ساتھ بات کریں تو بہرحال اصل بات کیا ہے کہ احترام کرنا چاہیے شوہر کو بھی بیوی کا احترام کرنا چاہیے تو یہاں پہ ادب اور احترام کے لیے تعظیم کے لیے **كُمْ** کا صیغہ آیا ہے دوسری بات بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ **سَـَٔاتِيكُم** جو ہے **كُمْ** اس لیے آیا کہ اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ایک ان کا خادم بھی تھا کیونکہ بیوی جو ساتھ تھی وہ حاملہ تھی ایک بچہ اور ایک خادم بھی ساتھ تھا بہرحال اللہ تعالی زیادہ بہتر جانتے ہیں اچھا ایک اور بات کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بیوی کو کیوں کہا کہ تم یہاں ٹھہرو اور میں جا کر وہاں سے خبر لے کر آتا ہوں اس کا یہ مطلب ہے کہ شوہر کو بیوی کی خدمت کرنی چاہیے اور پیغمبر کا کردار کیا ہے کہ شوہر بیوی کی خدمت کرنے والا ہے سفر ہے اور بیوی کو نہیں کہا کہ جاؤ وہ آگ نظر آ رہی ہے تھوڑا سی لے آؤ میں تھکا ہوا ہوں۔ نہیں کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں پتہ کر کے آتا ہوں تو مر د جو ہوتے ہیں وہ قوام بھی ہیں اور راعی بھی ہیں اور بیوی بچوں کے نان نفقہ اور جو بھی ذمہ داری ہے اس کو ادا کرنا ان کی ذمہ داری ہے اب وہ کہتے ہیں کہ عنقریب میں تمہارے لیے یہاں سے ایک خبر لاتا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ کون سا راستہ ہے کدھر کو چلتا ہے تو کوئی نہ کوئی معلومات مجھے وہاں سے مل جائے گی یا پھر روشنی کا مطلب ہے کہ ہو سکتا ہے کوئی بستی ہوگی جہاں آگ جل رہی ہے اس کا مطلب ہے وہاں کوئی بستی ہے کچھ لوگ رہ رہے ہیں یا اردگرد کوئی بستیاں آباد ہیں جیسے کئی دفعہ بحرین سے سعودی عرب کا سفر ہم نے کیا بس سے، اپنی گاڑی سے تو وہاں پہ کئی کئی میل تک کوئی آبادی کوئی روشنی کوئی گھر نظر نہیں آتا بالکل اندھیرا اگر رات کا آپ سفر کریں پھر کچھ دیر بعد آپ کو آبادی نظر آتی ہے آبادی کا پتہ کیسے چلتا ہے کہ دور سے ایسا لگتا ہے جیسے کسی پہاڑ پر کسی میدان میں کوئی دیا ٹمٹما رہا ہو دور سے ایک روشنی ایک شمع نظر آتی محسوس ہوتی ہے آپ قریب جاتے ہیں پھر پتہ چلتا ہے آپ کو بہرحال دوسری وجہ کیا تھی **أَوْ ءَاتِيكُم** یا پھر میں لاؤں تمہارے لیے اب **بِشِهَابٍ** یہ کسے کہتے ہیں۔ شہاب کا لفظ سلگتے ہوئے انگارے آگ کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس میں چمک ہے اور جس میں شعلہ ہے جس میں حرارت بھی ہے تو **أَوْ ءَاتِيكُم** تمہارے لیے کوئی انگارہ لاتا ہوں **قَبَسٍ** (ق ب س) اس کے معنی ہوتے ہیں کہ بڑی آگ میں سے تھوڑی سی آگ لے لینا جیسے

اقتباس لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے بڑی سی عبارت میں سے آپ نے ایک ٹکڑا ایک پیرا لے لیا اس کو اقتباس کہتے ہیں تو وہ جو آگ جل رہی ہے **قَبَسٍ** اس میں سے کچھ میں لے آتا ہوں اور کیا کریں گے **لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ** تاکہ تم لوگ گرم ہو سکو

آیت نمبر 8. فَلَمَّا جَآءَهَا نُودِىَ أَنۢ بُورِكَ مَن فِى ٱلنَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحَٰنَ ٱللَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ
ترجمہ۔ وہاں جو پہنچا تو ندا آئی کہ "مبارک ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے ماحول میں ہے پاک ہے اللہ، سب جہانوں کا پروردگار

فَلَمَّا جَآءَهَا پھر جب وہ وہاں پر پہنچے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں آئے **أَوْ ءَاتِيكُم** تو ندا آئی تو آواز دی گئی **أَنۢ بُورِكَ** کہ مبارک ہے **مَن فِى ٱلنَّارِ** جو آگ میں ہے **وَمَنْ حَوْلَهَا** اور جو اس کے ماحول میں ہے سبحان اللہ رب العالمین پاک ہے اللہ سب جہانوں کا پروردگار تو اب آپ دیکھیے کہ اب یہاں پر **نُودِىَ** آیا ہے یہ لفظ مجھول ہے یہاں پر اللہ تعالی کیا کہہ رہے ہیں کہ **نُودِىَ** آواز دی گئی آواز آئی تو مجھول کیا ہوتا ہے کہ جس میں یہ پتا نہیں چلتا کہ آواز دینے والا کون ہے فاعل کا نہیں پتہ چلتا تو یہ ماضی مجھول ہے کہ آواز دی گئی **أَنۢ بُورِكَ** اب اس کو برکت دی گئی یہ بھی ماضی مجھول ہے واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اس کو برکت دی گئی **مَن فِى ٱلنَّارِ** جو آگ میں ہے تو یہ **مَن** کون ہے؟ تو اس سلسلے میں ایک رائے تو یہ ہے کہ **مَن** سے مراد ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کیونکہ حضرت موسی علیہ السلام آگ کی تلاش میں وہاں تک پہنچے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دور سے عجیب سا منظر دیکھا تھا کہ آگ ہے اور آگ پھیل رہی ہے نظر آ رہی ہے تو اس لیے بعض کہتے ہیں کہ مراد حضرت موسی علیہ السلام ہیں اچھا کچھ لوگوں کی یہ رائے ہے کہ اس سے مراد ملائکہ ہیں فرشتے ہیں کچھ کی یہ رائے ہے کہ حضرت موسی علیہ السلام اور ملائکہ دونوں ہی تھے کچھ کی یہ رائے ہے کہ اس سے مراد اللہ تعالی ہیں کیوں اس لیے کہ وہ جو آگ حضرت موسی علیہ السلام کو نظر آئی تھی آگ کے جو شعلے لپکتے ہوئے نظر آئے تھے وہ کوئی آگ تھوڑی تھی وہ حقیقت میں آگ نہیں تھی وہ اللہ کا نور تھا جیسے کہ آپ سورت النور میں یہ بات پڑھ چکی کہ **ٱللَّهُ نُورُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ ۚ مَثَلُ نُورِهِۦ كَمِشْكَوٰةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ** —(35) یہ اللہ ہے آسمان اور زمین کا نور تو آگ سے مراد کیا ہے؟ وہ اللہ کی تجلی تھی آگ کی طرح محسوس ہو رہی تھی وہ نورانی آگ تھی جس کے اندر نورِ الٰہی ظاہر ہو رہا تھا اللہ کی تجلی اس کی چمک تھی حدیث میں بھی **حِجَابُهُ النُّورُ** یہ الفاظ ملتے ہیں کہ اللہ رب العزت کیا ہے یعنی اگر آپ نار کہیں تو بھی کیا ہے ایک روشنی ہے اور اگر آپ نور کہتے ہیں تو بھی وہ ایک روشنی ہے تو اس سے مراد اللہ تعالی کی ذات ہے اور آپ کو پتہ ہی ہے کہ اللہ تعالی کی ذات کے حجاب یعنی اس کے پردے کو نور کی روشنی سے تعبیر کیا جاتا ہے اور ایک روایت میں نار آگ سے تعبیر کیا گیا ہے **مفہوم حدیث۔** کہ "اگر اللہ تعالی اپنی ذات کو بے نقاب کر دے تو اس کا جلال تمام مخلوقات کو جلا کر رکھ دے" یہ صحیح مسلم کی روایت ہے تو اس سے مراد کون ہے؟ اللہ رب العزت کی ذات **أَنۢ بُورِكَ** کہ مبارک ہے **مَن فِى ٱلنَّارِ** جو اس آگ میں ہے۔ تو اللہ تعالی کی ذات گو کہ وہ مکان، جہت ،جسم ،صورت، رنگ سب چیزوں سے پاک ہے اللہ تعالی کی ذات کسی خاص سمت میں نہیں ہے کسی خاص شکل میں نہیں ہے تو اصل میں اللہ تعالی تمام تشبیہات سے مبرا ہے تمام تشبیہات سے پاک ہے تو پھر یہ کیا تھا یہ دراصل نورِ الٰہی کا اظہار تھا اور آپ دیکھ لیں کہ سورت القصص میں بھی یہ بات پتہ چلتی ہے کہ یہ جو آواز تھی ایک درخت سے آ رہی تھی **فِى ٱلْبُقْعَةِ ٱلْمُبَٰرَكَةِ مِنَ ٱلشَّجَرَةِ** ———(29) کہ وادی کے کنارے کے ایک خطے میں آگ سی لگی ہوئی تھی نہ کچھ جل رہا تھا نہ کچھ دھواں اٹھ رہا تھا بس اس آگ کے اندر ایک ہرا بھرا درخت تھا جو کھڑا تھا جس پر سے یکا یک یہ آواز آنی شروع ہو گئی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ آپ کو یاد ہے۔ **قُلْنَا يَٰنَارُ كُونِى بَرْدًا وَسَلَٰمًا عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ (69)** آگ

تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے اندر مسکرا رہے تھے آگ ٹھنڈی تھی چلو آگ ٹھنڈی ہو جائے یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے لیکن **سَلٰمًا** سلامتی بن گئی-یعنی اللّٰہ تعالی جو چاہے وہ کرے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جب وہاں پہنچے تو کیا دیکھا کہ آگ نے ایک درخت کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے مگر درخت ویسے کا ویسا سرسبز ہے لہلہا رہا ہے اس میں کوئی آدمی نہیں ہے آگ سے دھواں بھی نہیں اٹھ رہا پورا خطہ زمین روشنی سے جگمگا رہا ہے لہلہا رہا ہے اب وہ حیرانی میں کھڑے ہیں کہ اس روشنی سے یا درخت سے آواز آئی اور آپ یہ بات پہلے پڑھ ہی چکی ہیں کہ اے موسیٰ اپنے جوتے اتار لو اس وقت تم طویٰ کی مقدس وادی میں ہو اور تم یہاں بھولے سے نہیں آئے بلکہ ٹھیک ہمارے اندازے کے مطابق یہاں پہ پہنچے ہو تو یہ عجیب معاملہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ پیش آیا اور انبیاء کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آیا ہی کرتا ہے کب آتا ہے؟ جب ان کو نبوت سے سرفراز کیا جاتا ہے غار حرا کی تنہائی میں حضرت محمد ﷺ کے پاس بھی یکایک ایک فرشتہ آیا اور اس نے اللّٰہ کا پیغام پہنچانا شروع کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی یہی شکل پیش آئی کہ ایک شخص سفر کرتا ہوا ایک وادی میں ٹھہرا ہے اور دورسے آگ دیکھ کر راستہ پوچھنے یا انگارہ لینے کی غرض سے آتا ہے اور فوراً اللّٰہ تعالی اعلان کرتے ہیں کہ میں تمہیں نبی بنا رہا ہوں تو یہاں پہ بھی کیا ہے **أَنۢ بُورِكَ مَن فِى ٱلنَّارِ** کہ مبارک ہے وہ جو اس آگ میں ہے تو اصل بات تو یہ ہے کہ اللّٰہ تعالی کی ذات تمام برکتوں کا منبع ہے پھر فرشتے پھر اس کے ساتھ پیغمبر اور پھر اس سے دوسری بات ایک اور پتہ چلتی ہے **وَمَنْ حَوْلَهَا** اور جو اس کے اردگرد ہے ،اور جو اس کے ماحول میں ہے تو صحبت صالح جو ہے اس کا کیا فائدہ ہوا کہ جو بھی اس ماحول میں ہے جو آگ کے اندر ہے وہ بھی مبارک ہے جو اس کے آس پاس ہے **وَمَنْ حَوْلَهَا** یہ کون تھے اس بارے میں مفسرین کیا کہتے ہیں کہ اس سے مراد یا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام **ٱلْبُقْعَةِ ٱلْمُبَٰرَكَةِ** وہاں پہ پہنچے تھے اس جگہ پہ پھر اس سے مراد فرشتے ہیں جو آپ کے آس پاس موجود تھے تو بعض لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں بعض لوگ اس سے مراد فرشتوں کو لیتے ہیں اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد شام کی زمین ہے شام کی زمین کیوں ہے فلسطین اور شام کا جو علاقہ اس لیے کہ اس کے لیے وہ دلیل لاتے ہیں سورت بني اسرائیل کی آیت نمبر 1. سے کہ اللّٰہ تعالی نے کیا کہاتھا

سُبْحَٰنَ ٱلَّذِىٓ أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِۦ لَيْلًا مِّنَ ٱلْمَسْجِدِ ٱلْحَرَامِ إِلَى ٱلْمَسْجِدِ ٱلْأَقْصَا ٱلَّذِى بَٰرَكْنَا حَوْلَهُۥ لِنُرِيَهُۥ مِنْ ءَايَٰتِنَآ ۚ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ (1) تو کیونکہ یہ علاقہ بڑا بابرکت ہے قدرتی نہریں پھلوں کی کثرت انبیاء کا مسکن ہے مدفن ہے **وَمَنْ حَوْلَهَا** اور جو اس کے ماحول میں ہے تو گویا کہ یہ پورا علاقہ بڑا ہی بابرکت ہے اور پھر اس کے بعد اللّٰہ رب العزت کہتے ہیں۔ **وَسُبْحَٰنَ ٱللَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** اور پاک ہے اللّٰہ جو تمام جہانوں کا رب ہے تو اب یہاں پر کیا مطلب ہے اس کا؟ کہ جو چاہے اللّٰہ تعالی کرے ہرے بھرے درخت میں اللّٰہ نے روشنی کر دی اس کا مطلب کیا ہے کہ اللّٰہ تعالی منزہ ہے اللّٰہ کی تقدیس ہے درخت سے غیبی آواز آنے سے لوگ یہ نہ سمجھ لیں کہ اس آگ یا درخت میں اللّٰہ نے حلول کیا ہوا ہے جس طرح بہت سے مشرک یہ سمجھتے ہیں کہ یہ بھی مشاہدہ حق کی ایک صورت ہے بعض لوگ درختوں کو پوجتے ہیں بعض آگ کو پوجتے ہیں نہیں بلکہ کیا ہے کہ اللّٰہ تعالی نبوت کے آغاز میں جب نبیوں کو نبوت سے سرفراز کرتا ہے کبھی فرشتے کے ذریعے جیسے رسول اللّٰہ ﷺ کو غارِ حرا کی تنہائی میں یکایک ایک فرشتہ آپ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا کبھی اللّٰہ تعالی اپنی تجلی اور ہم کلامی سے نوازتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ واقعہ پیش آیا تو اللّٰہ تعالی کہتے ہیں **وَسُبْحَٰنَ ٱللَّهِ رَبِّ ٱلْعَٰلَمِينَ** وہ اللّٰہ ہی ہے جو کہ رب العالمین ہے تو بعض لوگ جیسے معتزلہ جو ہیں اور بعض متوصفین یہ جو صوفی لوگ ہیں وہ یہ ہی سمجھتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ گویا کہ وہ جو درخت تھا اسی میں اللّٰہ حلول کر گیا تو یہ چیز غلط ہے یہ چیز جائز نہیں ہے نہ آگ میں اللّٰہ نے حلول کیا نہ درخت میں بلکہ کیا ہے کہ بس اللّٰہ نے اپنی تجلی ڈالی تھی جیسے آپ دیکھیں سورج کے

سامنے اگر شیشہ رکھنے سے شیشے سے بھی روشنی آنے لگے اور اس کی شعائیں آنے لگیں اورسب چیزیں نظر آنے لگیں تو کیا ہوتا ہے ایک چیز کا عکس تو اصل میں کیا ہے یہ پوری کائنات ہی اللہ کے جلوؤں کا پرتو ہے تو یہی بات ہے **وَسُبۡحَٰنَ ٱللَّهِ رَبِّ ٱلۡعَٰلَمِينَ** پھر یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑی حیرت میں تھے بڑی ہی پریشانی میں تھے

آیت نمبر 9. يَٰمُوسَىٰٓ إِنَّهُۥٓ أَنَا ٱللَّهُ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ

ترجمہ۔ اے موسیٰؑ، یہ میں ہوں اللہ، زبردست اور دانا

يَٰمُوسَىٰٓ اے موسیٰ **إِنَّهُۥٓ أَنَا ٱللَّهُ ٱلۡعَزِيزُ ٱلۡحَكِيمُ.** یہ میں ہوں اللہ زبردست اور دانا ہے اور اس کے معنی کیا ہیں؟ اللہ تعالی کہہ رہے ہیں کہ اے موسیٰ میں ہوں غالب بھی اور میں ہوں حکمت والا بھی اس کا مطلب یہ ہے کہ ہرے بھرے درخت میں روشنی کا ہو جانا آگ کا نظر آنا یہ تمہارے لیے باعث تعجب کیوں ہے العزیز میں ہوں غالب میں جو چاہے کروں اور اگر میں نے ایسا کیا تو **ٱلۡحَكِيمُ** میں حکمت والا ہوں اب آپ دیکھیں کہ گئے تھے حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ لینے کے لیے اور مل گئی پیغمبری تو اللہ تعالی نے حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی بکریاں چراتے چراتے جب طالوت اور جالوت کا مقابلہ ہو رہا تھا اور طالوت کے لشکر میں سے کوئی سامنے نہیں آرہا تھا میدان میں آپ کا قد بھی چھوٹا تھا اور آپ کمزور بھی تھے اٹھے آگے بڑھے اور اس کے بعد بنی اسرائیل کی آنکھوں کا تارا بنا دیا گیا اور پھر ان کو نبی بنا دیا گیا تو نبوت کے لیے چن لیا گیا تو بہرحال پھر اس کے بعد کیا کہا

آیت نمبر 10. وَأَلۡقِ عَصَاكَۚ فَلَمَّا رَءَاهَا تَهۡتَزُّ كَأَنَّهَا جَآنّٞ وَلَّىٰ مُدۡبِرٗا وَلَمۡ يُعَقِّبۡۚ يَٰمُوسَىٰ لَا تَخَفۡ إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ ٱلۡمُرۡسَلُونَ

ترجمہ۔ اور پھینک تو ذرا اپنی لاٹھی" جب موسیٰؑ نے دیکھا لاٹھی سانپ کی طرح بل کھا رہی ہے تو پیٹھ پھیر کر بھاگا اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا "اے موسیٰ ڈرو نہیں میرے حضور رسول ڈرا نہیں کرتے

اور پھینک تو اپنی لاٹھی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیکھا اس کو اس لاٹھی کو کہا **تَهۡتَزُّ** تو وہ بل کھا رہی ہے وہ ہل رہی ہے ہلتی جلتی نظر آنے لگی گویا **كَأَنَّهَا جَآنّٞ** گویا کہ وہ ایک سانپ ہے تو اب آپ دیکھیں کہ **جَآنّٞ** کے معنی کیا ہیں ؟بظاہر جان کا لفظ چھوٹے سانپ کے لیے بولا جاتا ہے لیکن سورت الشعراء اور اعراف میں آپ پڑھ چکی ہیں **ثعبان** تو **ثعبان** کے معنی کیا ہوتے ہیں جسامت میں بڑا اژدھا تو جان کے معنی مفسرین یہ کہتے ہیں تھا وہ **ثعبان** لیکن اس کے اندر "جان "چھوٹے سانپ کا پھرتیلا پن تھا کیونکہ سورت طہٰ میں اللہ تعالی نے اس کو **فَإِذَا هِيَ حَيَّةٞ تَسۡعَىٰ (20)**کہا دوڑتا ہوا **حیۃ** جو ہے یہ کون سا سانپ ہوتا ہے؟ اسم جنس ہر طرح کے سانپ کے لیے بولا جاتا ہے۔ تو بہرحال وہ تیزی سے حرکت کر رہا تھا جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تیزی سے حرکت کرتے دیکھا تو **وَلَّىٰ مُدۡبِرٗا. وَلَّىٰ** کے معنی کیا ہوتا ہے منہ موڑ لیا **مُدۡبِرٗا** پیٹھ پھیر کر **دبر** سے ہے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک دم گھبرا کر انھوں نے اپنا رخ پھیر لیا **وَلَمۡ يُعَقِّبۡ** اور پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا اس طرح پیٹھ پھیر کر بھاگے کہ پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا اتنے زیادہ وہ گھبرائے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے کہا **يَٰمُوسَىٰ لَا تَخَفۡ** اے موسیٰ ڈرو نہیں تم کیوں خوف زدہ ہوتے ہو **إِنِّي لَا يَخَافُ لَدَيَّ ٱلۡمُرۡسَلُونَ** میرے حضور رسول ڈرا نہیں کرتے دراصل رسالت کے عظیم منصب پر مقرر کرنے کے لیے جب میں کسی کو اپنے پاس بلاتا ہوں تو اسکی

حفاظت کا میں خود ذمہ دار ہوتا ہوں تو آپ کو بے خوف ہونا چاہیے تو اے موسٰی آپ پریشان نہ ہوں **إِنِّی لَا یَخَافُ لَدَیَّ ٱلْمُرْسَلُونَ** میرے حضور رسول ڈرا نہیں کرتے

آیت نمبر 11. إِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ فَإِنِّي غَفُورٌ رَحِيمٌ

ترجمہ۔ اِلّا یہ کہ کسی نے قصور کیا ہو پھر اگر برائی کے بعد اُس نے بھَلائی سے اپنے فعل کو بدل لیا تو میں معاف کرنے والا مہربان ہوں

سوائے اسکے جس نے ظلم کیا سوائے اس کے جس نے کوئی قصور کیا **ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًا بَعْدَ سُوءٍ.** پھر اس نے جو قصور کیا تھا اس برائی کو **حُسْنًا** نیکی سے اس نے بدل دیا آپ پہلے بھی یہ بات پڑھ چکیں ہیں **إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ** ----- (114- سورت ھود)۔ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتیں ہیں اگر کسی سے کوئی قصور ہوجائے کوئی گناہ ہو جائے کوئی زیادتی ہو جائے پھرکرنا کیا چاہیے سوء کی جگہ پر **السَّيِّئَاتِ** کو لانا چاہئے تو یہاں پر اللہ تعالی یہ کیوں کہہ رہے ہیں کہ سوائے اس شخص کے کہ جس نے کوئی ظلم کیا زیادتی کی ہو تو وہ برائی کو نیکی سے بدل دے یہاں مفسرین یہ کہتے ہیں کہ دراصل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک قتل خطأ ہو گیا تھا اور انھیں اس بات کا افسوس تھا انھیں ندامت تھی کہ مجھ سے یہ غلطی کیوں ہوئی اب یہاں پر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جو قبطی کا قتل ہو گیا تھا تو اللہ تعالی کہہ رہے ہیں کہ تم کیوں خوف زدہ ہو رہے ہو کیونکہ جو غلطیاں ہوتی ہیں نیکیاں غلطیوں کو مٹا دیتیں ہیں ان کو تسلی دے رہے ہیں انسان سے غلطیاں ہو ہی جاتیں ہیں یہاں پہ ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے گناہ نیکیوں سے ختم کیے جاسکتے ہیں کیوں **فَإِنِّی غَفُورٌ رَّحِيمٌ** کیونکہ میں معاف کرنے والا رحیم ہوں قصور کرنے والا اگر توبہ کرے اور اپنی اصلاح کرے پہلی چیز ہے توبہ کرنا استغفار کرنا ، معافی مانگنا، رحم کی درخواست کرنا، دامن کو پھیلانا، رونا، گریہ و زاری کرنا دوسری چیز ہے استغفار کے ساتھ ساتھ گناہوں سے پلٹ آنا تیسری چیز ہے برے عمل کی جگہ پر نیک عمل کرنے لگنا تو یہ ہے کہ عفو و درگزر کا دروازہ کھلا رہتا ہے موت کی ہچکی تک، زندگی کی آخری سانس تک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ پڑھ ہی چکیں انہوں نے یہ دعا مانگی تھی **رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي فَاغْفِرْ لِي فَغَفَرَ لَهُ ۚ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ** اے میرے رب اے میرے پروردگار میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا آپ مجھے معاف کر دیجئے سورت القصص آیت 16 میں ہے یہ اور اللہ تعالی نے اسی وقت انہیں کیا کہا **فَغَفَرَ لَهُ** اللہ تعالی نے ان کو معافی کی خوشخبری دے دی اب کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر سے غلطی ہوئی اور انہوں نے معافی مانگی آئیے میں اور آپ بھی اپنی زندگیوں کا جائزہ لیں جو کوتاہیاں، جو گناہ ،جو غلطیاں، جو لغزشیں کی ہیں کیا میں اور آپ روتے ہیں ؟ کیا اللہ سے معافی مانگتے ہیں ۔کیا اللہ نے ہمارے گناہ معاف کر دئے۔ کیونکہ اللہ تعالی کہہ رہے۔ **فَإِنِّی غَفُورٌ رَّحِيمٌ** اللہ رب العزت کہتے ہیں اللہ تعالی کی طرف سے پکارا جاتا ہے ہر صبح ہر شام اے رات کی تاریکی میں گناہ کرنے والے دن کی روشنی میں پلٹ آ کہ میں تجھے بخش دوں اے دن کی روشنی میں گناہ کرنے والے شام کے اندھیرے میں پلٹ آ کہ میں تجھے بخش دوں"

آیت نمبر 12. وَأَدْخِلْ يَدَكَ فِی جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوٓءٍ فِی تِسْعِ ءَايَٰتٍ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِۦٓ ۚ إِنَّهُمْ كَانُوا۟ قَوْمًا فَٰسِقِينَ

ترجمہ۔ اور ذرا اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں تو ڈالو چمکتا ہوا نکلے گا بغیر کسی تکلیف کے یہ (دو نشانیاں) 9 نشانیوں میں سے ہیں فرعون اور اس کی قوم کی طرف (لے جانے کے لیے)، وہ بڑے بد کردار لوگ ہیں"

وَأَدْخِلْ يَدَكَ اور تُو داخل کر اپنا ہاتھ **فِی جَیْبِكَ** اپنے گریبان میں،تم اپنے ہاتھ کو اپنے گریبان میں ڈالو **تَخْرُجْ بَيْضَآءَ** وہ نکلے گا سفید **بَيْضَآءَ** سفید چمکتا ہوا **من غیر سو** بغیر کسی تکلیف کے اب آپ دیکھیں کہ یہاں پر **بَيْضَآءَ** آیا ہے **(ب ی ض)** اور یہ صفت مشبہ ہے اور سفید کے لیے آتا ہے ویسے سفید کو کیا کہتے ہیں **اَبْیَضْ** یہاں پر **اَبْیَضُ** کہنے کی بجائے **بَيْضَآءَ** آیا ہے یہ مؤنث کا صیغہ ہے تو ہاتھ کے لیے مؤنث کی صفت کیوں آئی ہے؟ اصل میں ہاتھ جسم کے وہ اعضاء ہیں جو جوڑا جوڑا ہوتے ہیں وہ مؤنث ہوتے ہیں اس کو مؤنث سماعی کہتے ہیں اب اصل میں آپ 19 پارے پہ آگئیں کافی آپ ماشاءاللہ بڑی ہوگئیں علم کے لحاظ سے تو اب آپ دیکھیں کہ بہت سے ایسے الفاظ استعمال کرتی ہوں میں جس میں کبھی باب کا نام لیتی ہوں کبھی اسم مفعول کبھی اسم فاعل کبھی صفت مشبہ کبھی مصدر کبھی مختلف باتیں تو اس طرح سن سن کر آپ کو کچھ تو یاد رہے گا کچھ تو آپ کی آشنائی ہوگی آپ قرآن کو سمجھیں گی تو اور زیادہ اس طرح فائدہ ہوتا چلا جائے گا اور گرامر آپ نے کچھ پڑھی اور کچھ آپ ساتھ ساتھ انشاءاللہ پڑھتی بھی جارہی ہیں اور پڑھیں گی اب کیونکہ **ید** تھا تو وہ جسم کے اعضاء جو جوڑا جوڑا ہوتے ہیں ان کو مؤنث کہتے ہیں ان کے لیے افعال آئیں یا پھر صفات آئیں مؤنث ہوتی ہیں تو ذرا اپنا ہاتھ اپنے گریبان میں ڈالو چمکتا ہوا نکلے گا بغیر کسی تکلیف کے کوئی بیماری نہیں ہے کیونکہ جیسے برص کی بیماری میں ایسے ہو جاتا ہے کہ سفید ہو گیا تو نہیں **فِی تِسْعِ ءَایَٰتٍ** یہ 9 نشانیوں میں سے تھیں **إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِۦٓ** فرعون اور اس کی قوم کی طرف لے جانے کے لیے اب آپ دیکھیے سورت بنی اسرائیل میں اللہ تعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کیا کہا کہ ہم نے تحقیق موسیٰ علیہ السلام کو 9 نشانیاں دیں **وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَىٰ تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَاسْأَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ ------(101) اور پھر**سورت الاعراف میں اس کی تفصیل بتائیں نمبر 1 - لاٹھی جو سانپ بن جاتی تھی اژدھا۔ 2_ ہاتھ جو بغل سے سورج کی طرح چمکتا ہوا نکلتا تھا3 _ جادو گروں کو برسر عام شکست دینا، آپ نے سورت الشعراء میں اس کی تفصیل پڑھی ہے 4_ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پیشگی اعلان کے مطابق سارے ملک میں قحط 5_ طوفان 6_ ٹڈی دل7 _ تمام غلے کے جو ذخیرے تھے اس میں سرسریاں انسانوں حیوانوں میں سب میں جوئیں 8_ مینڈکوں کا طوفان 9 _خون تو یہاں پہ 9 میں سے دو نشانیوں کا ذکر کیا گیا ہے اور نشانیاں کتنی دی گئی تھیں کتنے معجزات دئیے گئے تھے؟ 9 کیوں دئیے گئے تھے؟ **إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهِۦٓ** فرعون اور اس کی قوم کی طرف لے جانے کے لیے **إِنَّهُمْ كَانُواْ قَوْمًا فَسِقِينَ** وہ بڑے بدکردار لوگ ہیں فاسق نافرمان اے محمد ﷺ اہل مکہ معجزہ مانگتے ہیں نشانی مانگتے ہیں فرعون اور اس کی قوم کی طرف 9 نشانیاں دے کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھیجا پھر بھی انہوں نے انکار کیا

آیت نمبر 13. فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ ءَايَٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُواْ هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ
ترجمہ.مگر جب ہماری کھلی کھلی نشانیاں اُن لوگوں کے سامنے آئیں تو انہوں نے کہا یہ تو کھلا جادو ہے

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ ءَايَٰتُنَا مگر جب آئیں ان کے پاس ہماری نشانیاں **مُبْصِرَةً** کھلی کھلی **مُبْصِرَةً** آنکھیں کھول دینے والی نشانیوں کو کہتے ہیں یہ مُفْعِلٌ کے وزن پر ہے وہ نشانیاں کیسی تھیں آنکھیں کھول دینے والی تھیں ایسی تھیں کہ جو لوگ ماننا چاہتے ہیں وہ مان جائیں لیکن کھلی کھلی نشانیوں کو دیکھنے کے بعد **قَالُواْ** ان نے کہا **هَٰذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ** کہ یہ کھلا جادو ہے آپ دیکھیں فرعون نے یہ کہا یہ بڑا جادوگر تھا یہ گرو تھا جس نے باقیوں کو بھی جادو سکھا دیا تھا اور یہ سارے معجزات جب فرعون اور اس کے ساتھی دیکھتے تو پھر وہ کیا کرتے انکار کر دیتے اور یہاں بھی کہا **سِحْرٌ مُّبِينٌ**

آیت نمبر 14. وَجَحَدُواْ بِهَا وَٱسْتَيْقَنَتْهَآ أَنفُسُهُمْ ظُلْمًا وَعُلُوًّا فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُفْسِدِينَ

ترجمہ۔انہوں نے سراسر ظلم اور غرور کی راہ سے ان نشانیوں کا انکار کیا حالانکہ دل ان کے قائل ہو چکے تھے اب دیکھ لو کہ ان مفسدوں کا انجام کیسا ہوا

انہوں نے انکار کیا اس کا اب آپ دیکھیں **(ج ح د)** انکار کے لیے آتا ہے کہ نشانی دیکھنے کے بعد دل سے ماننے کے بعد انکار کرنا تو انہوں نے اس کا انکار کیا کیونکہ ویسے ان کو سمجھ آگئی تھی کہ یہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی ہے جیسے سانپ کی طرح بل کھانے لگی یہ جادو نہیں ہے یہ معجزہ ہے جادوگر اسی لیے تو ایمان لے آئے تھے لیکن فرعون اور اس کے ساتھیوں نے کیا کیا **وَجَحَدُواْ بِهَا** انہوں نے اس کا انکار کیا **وَٱسْتَيْقَنَتْهَآ أَنفُسُهُمْ** اور حالانکہ کے ان کا حال کیا تھا کہ انہوں نے دل سے اس کو قبول کر لیا تھا دل ان کا یقین کر چکا تھا گویا کہ اللہ تعالی کیا فرما رہے ہیں یہ وہ لوگ تھے کہ وہ قائل ہو گئے تھے اس کے **أَنفُسُهُمْ** ان کے دل یہاں پر **أَنفُس** آیا ہے نفس کی جمع ہے اور اندر سے دل سے اندونی طور پر وہ اس کا اقرار کر چکے تھے لیکن پھر انہوں نے انکار کیوں کیا **ظُلْمًا وَعُلُوًّا** دو وجوہات تھیں ایک ظُلم کرنا اور دوسرا **وَعُلُوًّا** ظُلم کا معنی کیا ہوتا ہے ظُلم ہوتا ہے کسی کو اس کا حق نہ دینا اور کوئی کسی کو حق کیوں نہیں دیتا جب انسان مفاد پرست ہوتا ہے اور حقوق اللہ بھی ادا نہیں کرتا جب اللہ کو اس کا حق نہ دیا جائے تو اللہ کا حق کیا ہے کہ اس کی بندگی کی جائے اور شرک نہ کیا جائے۔شرک کرنا بھی ظُلم ہے اور حقوق العباد کو ادا نہ کریں تو یہ بھی ظُلم ہے تو انسان اللہ کا حق بندگی کیوں نہیں ادا کرتا اور انسان انسانوں کا حق ادا کیوں نہیں کرتا کہ وہ ظُلم کرتا ہے، زیادتی کرتا ہے سراسر ظُلم دوسری وجہ کیا تھی **وَعُلُوًّا (ع ل و)** بلندی کے لیے آتا ہے بڑا بننا **وَعُلُوًّا** خود پرستی، سرکشی، تکبر کے لیے بولا جاتا ہے تو اب ان کے انکار کی وجہ کیا تھی کہ ان کے اندر استکبار تھا اب آپ لوگ یہ بتائیں ایک ہے ظُلم اور ایک **وَعُلُوًّا** دونوں میں سے زیادہ سخت کیا ہے ؟ تکبر اس لیے کہ جب انسان کے اندر تکبر پیدا ہو جاتا ہے پھر وہ ظُلم کرتا ہے جب وہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے تو وہ اپنی خواہش کے خلاف کسی بڑے سے بڑے حق کے آگے بھی جھکنے کے لیے تیار نہیں ہوتا وہ کسی قیمت پر اللہ اور بندوں کے حقوق کو ادا نہیں کرتا تو یہاں پہ بھی کیا بات بتائی گئی کہ یہ وہ ظالم لوگ تھے کہ انہوں نے ظُلم اور تکبر کی بنا پر اس کا انکار کیا تو وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کو سمجھ نہیں آئی علم تھا تب ہی تو ہے یہاں پہ **يُوْقِنُ أَيْقَنَ وَٱسْتَيْقَنَتْهَآ** دل ایمان لا چکے تھے زبان سے انکار کر رہے تھے وجہ کیا تھی یہ دو بڑی وجوہات تھیں اور اہل مکہ بھی کیوں انکار کر رہے تھے؟ مانتے تھے اللہ کے نبی ﷺ کو قرآن کو بھی مانتے تھے ایسا کلام وہ لا بھی نہ سکے لیکن اس کے بعد وہ انکار کر رہے تھے **فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُفْسِدِينَ** اب دیکھ لو کہ ان فسادیوں کا کیا انجام ہوا ان فساد کرنے والوں کا جو نافرمان تھے اللہ تعالی نے ان کا کیا انجام کیا تو یہاں ہمیں کیا بات پتہ چلتی ہے ایمان اور کفر کی چار قسمیں پتہ چلتی ہیں تو خالص ایمان کیا ہوتا ہے؟ کہ دل بھی قبول کرے زبان بھی قبول کرے انسان عمل بھی کرے اور پھر اس کے مطابق اس کو پھیلائے بھی اس کا عمل اس کی زندگی اس پر گواہ بن جائے اور انکار کیا ہوتا ہے ؟ کہ پہلی چیز آپ کا دل انکار کرتا ہے نمبر دو آپ کی زبان انکار کرتی ہے۔ ایک انکار کیا ہوتا ہے دل انکار کررہا ہےاور زبان بھی انکار کررہی ہے یہ ہے خالص کفر دوسرا کفر کیا ہوتا ہے کہ دل تو جھٹلا رہا ہے،دل میں کفر ہے لیکن زبان ایمان کا اقرار کر رہی ہے یہ کیا ہوتا ہے یہ نفاق ہوتا ہے اور ایک ہوتا ہے کہ دل تصدیق کر رہا ہے زبان انکار کر رہی ہے یہ جحود ہے یہ جو ابھی یہاں پہ آپ نے پڑھا اور ایک کیا ہوتا ہے کہ دل بھی اقرار کرتا ہے زبان بھی اقرار کرتی ہے یہ ہوتا ہے خالص ایمان ہے۔ تو اصل بات کیا ہے کہ آپ دیکھیں کہ ابو جہل کون تھا دل اقرار کرتا تھا زبان اس کی انکار کرتی تھی فرعون کے دل نے قبول کیا اس کے عمل نے اس کو قبول نہ کیا ہے بہرحال اس طرح کے مختلف کردار آپ کو ملیں گے آپ ﷺ کے جو چچا تھے انہوں نے بھی عملی طور پر آپ کا ساتھ نہ دیا تو یہ ہے **فَٱنظُرْ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُفْسِدِينَ** یہ ہیں فسادی۔

تو فسادی بھی ہیں استکبار کرنے والے بھی ہیں فاسق بھی ہیں نافرمان بھی ہیں اللہ تعالی مجھے اور آپ کو بہترین عمل کی توفیق عطا کرے اور قرآن مجید کے معجزے کے مطابق اپنی زندگیوں کو سنوارنے والا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ کے مطابق اپنی زندگیوں کو بنانے والا اور بہترین عمل کرنے والا بنائے

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ نَشْهَدُ أنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ